رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا - (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲ - اپریل ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۷۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ۲۹ مارچ کو زیادہ علیل ہو گئی تھی اس لئے حضور نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تشریف نہ لا سکے البتہ اسی دن مغرب کی نماز حضور نے خود پڑھائی - اور چونکہ بہت سے احباب باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے حضور نماز کے بعد بہت دیر تک مسجد میں رونق افروز ہو کر گفتگو فرماتے رہے - اور عشاء کی نماز پڑھا کر تشریف لیگئے - اس سے اگلے روز یعنی ۳۰ - تاریخ حضور کو درد شقیقہ کی سخت تکلیف شروع ہو گئی - جو ابھی تک چلی جا رہی ہے آج (یکم اپریل) جناب مفتی فضل الرحمن صاحب حکیم نے اطلاع دی ہے کہ کل اور پرسوں حضور کو درد شقیقہ سے بہت تکلیف رہی اور ابھی تک ہر گو کل سے کسیقدر افاقہ ہے مگر بھیجنی بہت ہے ۔م

اخبار احمدیہ

ضلع شاہپور میں تبلیغ

جناب مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی کا ایک خط موضع کوٹ بھائی خاں " ضلع شاہپور سے آیا - آپ لکھتے ہیں کہ کر میرا وعظ اس گاؤں کی مسجد میں ہوا آٹھ اشخاص سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے - جن کے اسماء فہرست نومبائعین میں شائع ہونگے -

دوسرا خط موضع جھاوریاں ضلع شاہپور سے برادر منشی رحمت خانصاحب کا ہے - جس میں وہ لکھتے ہیں کہ جناب حافظ صاحب موصوف کوٹ بھائی خاں سے فارغ ہو کر جھاوریاں میں تشریف لائے -

۲۴ - مارچ کو منادی ہوئی - مسجد میں ڈیڑھ دو سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے - آپ نے وعظ فرمایا - اللہ تعالیٰ نے ایک خاندان کو سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق دی - نام فہرست نومبائعین میں شائع ہو گئے - اللہ تعالیٰ سب کو استقامت دے -

غوث گڈھ میں جلسہ اور خدا کا فضل

یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ موضع غوث گڈھ میں جلسہ پر یہاں سے علماء گئے ہیں - مولنا غلام رسول صاحب راجیکی بھی اس جلسہ میں تشریف لے گئے تھے - جس کامیابی کے ساتھ یہ جلسہ ہوا ہے اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ تقریروں کے بعد موضع غوث گڈھ اور اس کے مضافات کے پچاسی اشخاص کو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق دی -

جو سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک زبردست نشان اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا ثبوت ہے۔

ایک احمدی سرکاری افسر کی پنشن یابی

بہادر شیخ فضل حق صاحب ریلوے گارڈ بھاؤنگر سٹیشن سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۸- مارچ ۱۹۱۸ء کو جناب منشی عبدالحکیم خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر ریلوے پولیس بھاؤنگر اپنی ۳۸ سالہ ملازمت سے پنشن لے کر سبکدوش ہوئے ہیں۔ اور دیانت داری کا ڈپلومہ آپ کو گورنمنٹ سے ملا ہے۔ آپ بہت پرانے اور مخلص احمدی ہیں۔ الوداعی جلسہ جو آپ کے اعزاز میں کیا گیا تھا۔ اس میں ہندو مسلمان۔ یورپین اصحاب بھی شامل تھے۔ انگریز سٹیشن ماسٹر صاحب نے بھی تقریر کی۔ خدا تعالیٰ ہمارے سب بھائیوں کو دوسروں کے لئے نمونہ بننے کی توفیق دے۔

دعائے صحت

جناب مولوی محمد دلپذیر صاحب بھیروی مشہور پنجابی شاعر اور سید محمد طفیل صاحب چک نمبر ۷، گوکھوال کی اہلیہ بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ صحت دے۔

نماز جنازہ

سید محمد طفیل صاحب کی لڑکی محمودہ اور محمد علی صاحب بھینی فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ غائب پڑھا جائے۔

پادری براؤن صاحب کو چیلنج

مجھے اپنے دوست شیخ عبدالقادر صاحب تاجر کتب حیدرآباد دکن کے خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں پادری براؤن صاحب فرماتے ہیں۔ کہ انگلستان میں کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ اور ہماری رپورٹیں محض جھوٹ ہیں۔ اس پر شیخ صاحب نے مجھے لکھا ہے۔ کہ میں اپنی رپورٹوں کی تصدیق میں انہیں چند نومسلموں کی دستخطی تحریریں بھجواؤں۔ جو وہ پادری صاحب کو دکھلا سکیں۔ سو میں نے شیخ صاحب کے لکھنے کے مطابق چار نومسلموں کی تحریریں بھجوا دی ہیں۔ جو عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔ مگر ممکن ہے پادری صاحب ان تحریروں کو جعلی کہہ دیں۔ اس واسطے میں پادری صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ہماری صداقت کے آزمانے کے واسطے مفصلہ ذیل دو طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کریں۔ اول پادری براؤن صاحب اس تصدیق کے واسطے خود انگلستان تشریف لاویں۔ ان کا کرایہ جہاز درجہ دوم و خرچ خوراک مناسب انجمن ترقی اسلام قادیان ادا کریگی۔ یہاں پہنچکر پادری صاحب ہمارے مہمان ہونگے۔ اور ہم انہیں نومسلموں سے ملائیں گے۔ اور ہر طرح سے تصدیق کرا دیں گے اگر اسلامی مشنریوں کا راستباز ہونا ان پر کھل جائے تو پادری صاحب دین اسلام کو قبول کریں۔ اور اگر اسلام قبول نہ کریں تو ہمارا سب خرچ واپس دیں۔ اور بعوض ہرج مبلغ ایک ہزار پونڈ ہمارے لنڈن مشن کو ادا کریں۔ اور اگر ہم تصدیق نہ کرا سکیں۔ تو تمام روپیہ جو پادری صاحب پر خرچ ہوا وہ واپس نہ لیا جاویگا اور اس کے علاوہ مبلغ ایک ہزار پونڈ میں پادری صاحب کو دینے کا ذمہ وار ہونگا۔ اور علاوہ اس کے اس مشن کے کام کو چھوڑ دونگا۔

دوم اگر پادری صاحب خود نہ آسکیں تو کسی اور پادری کو جو لنڈن میں ہو۔ اس کام کے واسطے اپنا نمائندہ مقرر کریں۔ اس صورت میں ان کو سفر خرچ نہ ملیگا۔ لیکن باقی تمام شرائط کے فریقین پابند ہونگے۔

ہر دو صورتوں میں پادری صاحب کے واسطے لازم ہوگا کہ ان تمام شرائط کی پابندی کا اقرارنامہ تحریری جو اوپر اختصاراً لکھی گئی ہیں۔ اور مفصل اخبار الفضل میں شائع ہو کر پادری صاحب کو بھیجی جائینگی ہمارے وکلاء کے سامنے رجسٹر کرا دیں۔ اور اس امر کے متعلق سکرٹری صاحب ترقی اسلام قادیان کے ساتھ خط و کتابت کریں تاکہ جلدی بات طے ہو جائے۔ ۱۳ نومبر ۱۹۱۷ء

(محمد صادق عفا اللہ عنہ ۴ سٹار سٹریٹ ایجور روڈ لنڈن ڈبلیو ۲)

Mufti Muhammad Sadiq
No. 4 Star street
Edgoware Road
London w.2

نظم

خود ہے بیمار اور اک عالم کو اچھا کر دیا

(از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر)

ہم کو کس آواز جاں پرور نے زندہ کر دیا
کس نے یہ دنیا میں آکر حشر برپا کر دیا

کون آنکلا سرہانے کہ سوتے چونک اٹھے
کس نے چٹکی لے کے دل میں درد پیدا کر دیا

پہلے سب بیماریاں اپنا دکھاتی تھیں اثر
دردِ دل نے آکے سب کا رنگ پھیکا کر دیا

ان کی اس بزمِ ناز میں بیٹھا تھا غیروں کی طرح
ہو برا آنکھوں کا اک آنسو نے رسوا کر دیا

اب کہاں ہے وہ امیدوارِ زندگانی کہیں
اے ہجومِ یاس تو نے سب کو سیدھا کر دیا

یہ بھی اس چشمِ حیا پرور کا اک اعجاز ہے
خود ہے بیمار اور اک عالم کو اچھا کر دیا

ہر لبِ زخم آشنائے نعرۂ تکبیر ہے
تو نے اے تیرِ نظر گونگوں کو گویا کر دیا

چشم بد بیں روتے روتے پھوٹ بھی جاتی تو کیا
جس کو کرنا تھا خدا نے خود مسیحا کر دیا

تو ہے محمود اور گوہر ہے ایاز جاں نثار
نسبتِ عالی نے اسفل کو بھی اعلیٰ کر دیا

کاتب کی ضرورت

ہمیں ایک کاتب کی ضرورت ہے۔ جس کا خط بہت اچھا ہو۔ عربی بھی خوب لکھ سکتا ہو (اگر صرف اردو خط اچھا ہو تو درخواست میں اس امر کا ذکر ہونا چاہیے) فیصلہ تنخواہ یا اجرت بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب صرف دو تین ماہ کے لئے آنا چاہیں تو بھی آسکتے ہیں۔ احباب سے التجا ہے کہ وہ اپنے قرب و جوار اور حلقہ اثر میں کوشش کرکے کاتب بھجوائیں بہت سے کام رکے ہوئے ہیں۔

(مینجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲-اپریل ۱۹۱۸ء

نومبائعین کے جعلی نام اور پیام صلح ناکام

نمبر دوم

گذشتہ پرچہ میں ہم بتلا چکے ہیں۔ کہ پیام صلح نے کل فہرست نومبائعین کے معہ پورے پتے کے شائع کرنیکا جو مطالبہ کیا ہے۔ وہ بالکل لغو اور فضول ہے۔ اور اس مطالبہ کا اسے اس وقت تک کوئی حق نہیں ہے جب تک کہ وہ یہ اعلان نہ کر دے کہ بعض اوقات جعلی نام شائع کرنے کا جو الزام میں نے لگایا تھا۔ وہ بالکل جھوٹ ہے۔ اور میرے پاس جعلی ناموں کا پتہ لگانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ باوجود نومبائعین کے پورے پتے شائع نہ کرنے کے "بعض وقت" جعلی ناموں کا پتہ لگا لیتا ہے۔ تو پھر پورے پتے شائع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ پیام صلح نے یہ مطالبہ اس لئے کیا ہے۔ کہ نہ نو من تیل ہوگا۔ نہ رادھا ناچیگی۔ نہ ہزارہا آدمیوں کے نام اور پورے پتے شائع کئے جائیں گے کیونکہ ہم نومبائعین کے پتے شائع کرنے کے متعلق اعلان کرچکے ہوئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے نومبائعین کے پورے پتے شائع نہ کرنیکا اعلان شائع کرچکے ہوئے ہیں۔ جو ابھی تک قائم ہے۔ اور جب تک وہ دور نہ ہو اس وقت تک پورے پتے شائع کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ چنانچہ ۲۱- نومبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں ہم لکھ چکے ہیں کہ:-

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں جو سعادت مند لوگ آپ کی بیعت میں داخل ہوتے تھے ان کے نام "الفضل" میں پورے اور مفصل پتہ کے ساتھ شائع کئے جاتے تھے۔ چنانچہ الفضل کے فائل اس بات کی صداقت کے لئے موجود ہیں۔ لیکن اس طرح مکمل پتوں کیساتھ نومبائعین کے نام شائع کرنے سے یہ ناگوار نتیجہ نکلنے لگا کہ جب ان نئے بیعت کرنے والوں کے پتے اس گروہ باغیہ کو معلوم ہو جاتے۔ تو وہ ان تک اپنا گندہ لٹریچر پہنچا کر ناحق ان کو سلسلہ احمدیہ سے بدظن کرنے کی کوشش کرتا۔ چنانچہ کئی لوگوں کو ان کی وجہ سے ٹھوکر بھی لگی۔ اور ان کے دلوں میں اس قسم کے خیالات پیدا ہو گئے کہ جب احمدیوں کا آپس میں ہی اس قدر اختلاف ہے۔ تو ان میں شامل ہونے کا کیا فائدہ۔ جب اس قسم کے کئی ایک واقعات رونما ہوئے تو نومبائعین کے نام شائع کرنے کے لئے یہ طریق مناسب سمجھا گیا کہ ان کے پورے پتے نہ شائع کئے جائیں تا کہ ان فتنے پرداز اور شریر لوگوں کو جو یہ تو پسند کرتے ہیں کہ کوئی احمدی نہ ہو۔ لیکن یہ کبھی پسند نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں کوئی داخل ہو شرارت کرنے کا موقع نہ ملے۔ اس طرح کرنے سے غیر مبائعین کے ہاتھ سے ان لوگوں کو احمدیت سے بدظن کرنے کا موقع جاتا رہا۔ اور جو اصل غرض فہرستوں کے شائع کرنے کی ہے۔ کہ ہماری جماعت کو اپنی ترقی کا علم ہوتا رہے۔ اس میں کوئی فرق نہ آیا ضلع یا کسی مشہور مقام کا نام ہم اس لئے نومبائعین کے نام کے ساتھ شائع کر دیتے ہیں کہ وہاں کی مقامی جماعت احمدیہ کو ان کے داخل سلسلہ ہونے کی اطلاع ہو جائے۔ اور وہ اس سے اپنا تعلق پیدا کرے۔ چنانچہ جن بیرونی انجمنوں کو ضرورت پڑتی ہے وہ ہم سے نومبائعین کے مکمل پتے دریافت کر لیتی ہیں۔"

ہماری طرف سے مذکورہ بالا مضمون کے شائع ہو جانے کے بعد پیام صلح کا کل فہرستہائے نومبائعین کا معہ پورے پتوں کے شائع کرنے کا مطالبہ کرنا بتلا رہا ہے کہ اس سے اس کی کیا غرض ہے۔ اور وہ کس طرح اس دروغ گوئی اور بیہودہ سرائی کا ثبوت دینے سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔ جو اس نے نومبائعین کے نام شائع کرنے کے متعلق کی تھی۔ اگر اس کے پاس اپنی بات صحیح ہونے کا کوئی بھی ثبوت ہوتا تو وہ کبھی یہ مطالبہ نہ کرتا اور اس طرح ہمارے چیلنج سے فرار ہونے کے لئے راستہ تجویز نہ کرتا تاہم ہم تا بجائے باید رسانید پر عمل کرنے کو آمادہ ہیں۔

نومبائعین کے پورے پتے نہ شائع کرنے کی جو وجہ ہم نے اوپر بیان کی ہے۔ وہ ایک نہایت ضروری اور اہم وجہ ہے۔ اس لئے ہو نہیں سکتا ہے کہ ہم کل فہرستہائے نومبائعین مع پورے پتے کے شائع کریں۔ کیونکہ ابتداء میں پورے پتے شائع کر کے ہم نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اور یہ عقلمندی اور دانائی سے بہت بعید بات ہے۔ کہ اس معاملہ میں اب پھر ہم نقصان اٹھانے کے سامان اپنے ہاتھوں مہیا کریں۔ علاوہ ازیں ان ہزارہا آدمیوں کی فہرست معہ پورے پتے کے شائع کرنا جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک عہد میں داخل سلسلہ ہوئے ہیں اچھے خاصے خرچ کو چاہتا ہے۔

پھر اگر اس فہرست کی سوائے ایک کاپی کے جس کا پیام صلح کے ہاں بھیجا جانا کافی ہے کوئی اور بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہمارے کسی اور مصرف میں بھی آسکتی تو بھی اس کی چھپوائی وغیرہ کے کثیر اخراجات برداشت کرلئے جاتے۔ لیکن جب ایسا نہیں ہے۔ تو اس کا شائع کرنا غیر مفید اور اسراف میں داخل ہے۔ جس کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔

ہاں ہم پیام صلح کو ایک بار پھر چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس کا اپنے الزام کا ثبوت دینے سے جان چھڑانے کے لئے کل فہرستہائے نومبائعین کا معہ پورے پتوں کے شائع کرنیکا مطالبہ ایک چالبازی نہیں بلکہ اس کی اس کی غرض یہ ہے۔ کہ ان فہرستوں کو دیکھ کر جعلی ناموں کو الگ کر سکے تو ہم اس کے لئے اسے ایک آسان تجویز بتلاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ پیامی صاحبان اپنا کوئی قائم مقام یہاں بھیج دیں جس کے پاس انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تمام ممبروں کی طرف سے اس مضمون کا خط ہو کہ فلاں شخص کو ہم ان نومبائعین کی فہرستوں کے دیکھنے کے لئے اپنا قائم مقام بنا کر بھیجتے ہیں۔ جو الفضل

میں شائع ہو چکی ہیں - اس معاملہ کے متعلق جو کارروائی یہ کریگا - اس کو ہماری طرف سے سمجھا جائیگا - اور اس کے درست یا غلط ہونیکا اثر ہم پر پڑیگا - اور ہم ہی اس کے ذمہ وار ہونگے ایسے شخص کو اس وقت تک کے شائع شدہ نومبائعین کی فہرستیں معہ پورے پتوں کے دکھلا دی جائینگی اور اسے اختیار دیا جائیگا - کہ تمام فہرستوں میں سے سو ایسے نام جنہیں وہ جعلی اور فرضی ثابت کر سکتا ہو - معہ ان کے پورے پتوں کے لکھ لے - اور پھر ایک مہینے کے اندر اندر اُن کے جعلی ہونے کا ثبوت پیش کرے - پس اس بات کے لئے اگر کوئی تیار ہو تو جس وقت چاہے ہمارے پاس آجائے ہم اس کو نومبائعین کی کل فہرستیں معہ کمل پتے کے دکھلا دیں گے - اور اس کا آمد و رفت کا خرچ بھی اپنے پاس سے دیں گے - اب ہم نہیں سمجھتے اس قدر آسانیاں اور سہولتیں مہیا کرنے کے بعد اور کیا رعایت دی جاسکتی ہے - مگر باوجود اس کے اگر پیام صلح اپنی تحریر کا ثبوت دینے کے لئے تیار نہ ہو تو سمجھا جائیگا کہ وہ محض اس کی غلط بیانی تھی - اب اس قسم کے عذر و حیلے ہرگز کسی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھے جائیں گے کہ جب تک نومبائعین کی کل فہرستیں معہ پورے پتوں کے چھاپ کر شائع نہ کیجائیں اُس وقت تک جعلی ناموں کا ثبوت نہیں دیا جائیگا - یا یہ کہ جب تک تمام فہرستوں کی پوری نقل نہ دی جائیگی اُس وقت تک مصنوعی نام نہیں بتائے جائیں گے - کیونکہ عذر اول کے متعلق تو ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ بالکل لغو اور بیہودہ ہے - اور دوسرے کے متعلق صاف ظاہر ہے کہ جب تمام فہرستوں سے ایک سو نام جعلی ثابت کر دیئے جائیں گے - تو باقی نام خود بخود ہی ناقابل اعتبار ہو جائیں گے - اس لئے سب کی نقل دینے کی ضرورت نہیں ہے - اور نہ دی جائیگی - کیونکہ جس بات کے لئے نقل چاہیے - وہ تو بغیر اس کے بھی ثابت کی جاسکتی ہے - مگر اس طرح وہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے - جس کی وجہ سے اخبار میں نومبائعین کے پورے پتے نہیں شائع کئے جاتے -

پس پیام صلح کے پاس نومبائعین کے جعلی نام شائع کرنے کا اگر کوئی ثبوت ہے تو پیش کرے - اور سامنے آئے ورنہ یوں اخبار میں لکھ دینا کہ "الفضل کا چیلنج منظور" کوئی حقیقت اور وقعت نہیں رکھتا - عقلمند انسان اس قسم کی کارروائیوں کو چالبازیوں سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے -

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے جذبات

ابھی چند ہی دن ہوئے ہم نے مسٹر گاندھی کے گاؤکشی کو بزور شمشیر روکنے کی نسبت وہ خیالات جو انہوں نے ہندوؤں کے ایک ذمہ وار لیڈر ہونے کی حیثیت سے ظاہر کئے تھے - اس لئے درج اخبار کئے تھے - کہ ان مسلمانوں کو جو ہندوؤں کے ساتھ مل کر سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ کر رہے ہیں - معلوم ہو جائے کہ موقعہ ملنے پر ہندو صاحبان ان کی کیسی خاطر کرنے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں - اب ہم اس امر پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے گورنمنٹ بہار و اڑیسہ کی ایک کمیونک درج کرتے ہیں - جو حسب ذیل ہے -

"حال میں مقامی گورنمنٹ کی توجہ سوامی ستیا دیو کی ان اشتعال انگیز تقریروں کی طرف منعطف کرائی گئی ہے - جو اس نے گاؤکشی کی مخالفانہ تحریک کی حمایت میں بہار کے مختلف مقامات پر کی تھیں - اور جن میں اس نے ہندو قوم سے یہ اپیل کیا ہے - کہ خواہ کیسی ہی اور کتنی ہی قربانیاں کرنی پڑیں ہمیں مواشی کی حفاظت کرنی چاہیئے - اور ہندوؤں سے یہ کہا کہ مسلمان تعداد میں ہم سے کم ہیں - اور گورنمنٹ قیام امن و امان کی غرض سے جن طاقتوں پر عمل کرتی ہے - ہمیں ان کا مقابلہ کرنا لازم ہے - شہر پٹنہ میں پچھلے دنوں سوامی مذکور نے تقریر کرتے ہوئے شاہ آباد کے ہنود کی اس کارروائی کو سراہا تھا - جو انہوں نے گزشتہ بقرعید کے موقعہ پر کی تھی - اور پٹنہ کے ہنود کو اس بنا پر برا بھلا کہا تھا - کہ انہوں نے اس موقعہ پر اپنے برادران شاہ آباد کی مدد سے پہلوتہی کی تھی - چونکہ بقرعید کے فسادات کی وجہ سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہیں - اس لئے مقامی حکومت کے خیال میں سوامی ستیا دیو کی کارروائی امن عامہ کے لئے نہایت خطرناک و مضرت رساں ہے - اور اس نے زیر قواعد تحفظ ہند اس کے برخلاف قانونی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے - اور فی الحال اسے موتی ہاری میں مقیم رہنے کا حکم دیا گیا ہے - جہاں حسب دفعات ۱۲۴ د و ۳۳۰ تعزیرات ہند اس پر مقدمہ چلانے کی تیاری ہو رہی ہے - اور اسے عام جلسوں میں تقریر کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے"

مذکورہ بالا سرکاری اعلان میں جن "سوامی جی" کا تذکرہ ہے - وہ کوئی طبقہ عوام میں سے نہیں - کہ ان کی کارروائیوں کو یہ کہکر ٹال دیا جائے - کہ کسی غیر معروف ناتعلیم یافتہ اور غیر مہذب شخص نے ایسا کیا ہوگا - بلکہ آپ واشنگٹن یونیورسٹی کے گریجوایٹ نامور سپیکر اور ہندی کے مشہور عالم ہونے کی وجہ سے اہل ہنود میں خاص قدر کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں - اور اس کے علاوہ مذہبی حیثیت سے بھی قابل وقعت سمجھے جاتے ہیں - پس ان کو ہندو قوم کا ایک ذمہ وار فرد قرار دیکر ہر ایک انسان اس بات کا اندازہ لگانے میں حق بجانب ہو سکتا ہے کہ ہندوؤں کے دل میں مسلمانوں کے خلاف زور شور کے ساتھ دشمنی کی آگ بھڑک رہی ہے - جس کے بجھانے کے لئے اگر گورنمنٹ ہند کا زبردست اور طاقتور ہاتھ ہر وقت تیار نہ رہے - تو نہ معلوم بعض علاقہ جات کے کمزور مسلمانوں کی کیا حالت ہو - ایسی صورت میں ہم ان لوگوں کو سمجھدار اور معاملہ فہم کہنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں - جو گورنمنٹ کا ہاتھ ہٹا کر سیلف گورنمنٹ کے نام پر ہندوؤں کے پنجہ میں گرفتار ہونا چاہتے ہیں - کیونکہ تقاضائے حالات ظاہرہ عقلمندی اور دانائی یہی ہے - کہ موجودہ حالات میں سیلف گورنمنٹ کا نام بھی نہ لیا جاوے بلکہ کسی ایسے موزون اور مناسب وقت کا انتظار کیا جائے - جب کہ ہندوستان کی ہر ایک قوم اور ہر ایک فرقہ کسی قلیل التعداد قوم کے حقوق کو غصب کرنے یا مذہبی تعصب سے دکھ اور تکالیف پہنچانے کے ذلیل جذبات سے پاک نہ ہو جائے -

خطبہ جمعہ

اتفاق و اتحاد کے قیام کیلئے نصیحت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
(فرمودہ ۲۲- مارچ ۱۹۱۸ء)

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم اٰیتہ لعلکم تھتدون۔
(۳-۹۸-۹۹)

اتفاق کے فوائد اور شقاق کے نقصان ظاہر ہیں

دنیا میں نہایت اہم اور ضروری باتوں میں سے اتحاد و اتفاق و اجتماع کا خیال ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ جس طرح فساد و افتراق کے نقصانات ظاہر ہیں کہ اور کسی چیز کے شاید نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ اتفاق و اتحاد کے فوائد بین اور ظاہر ہیں کہ اور شاید ہی کسی اچھی چیز کے ہونگے۔ مگر پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ان کھلی کھلی باتوں اور بین علامات کے ہوتے ہوئے اتفاق کو حاصل کرنے اور فساد کو ترک کرنے کی لوگ کوشش نہیں کرتے۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قوموں نے اتفاق کے ذریعہ ہی ترقی حاصل کی ہے۔ اور وہ جماعتیں جو گو مالدار ہوں۔ اور کثرت افراد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہوں وہ تفرقہ اور نفاق کی وجہ سے ان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکیں۔ جن میں جتھا اور اجتماع اور اتفاق و اتحاد پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن جماعتوں نے ایک جان ہو کر پورے اتفاق و اتحاد سے اپنے سے بڑی بڑی طاقتوں اور جماعتوں کا مقابلہ کیا ہے وہ ضرور کامیاب ہوئی ہیں۔ اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکا۔

اس سے اتفاق کے فوائد اور فساد کے نقصانات ظاہر ہیں۔ لیکن لوگ باوجود اس کے اتفاق کے حاصل کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہیں۔ اور بہت چھوٹے چھوٹے شخصی فوائد کے مقابلہ میں قومی فوائد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ جو بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ وہ بات جو پوشیدہ ہو اور اس کے نتائج ظاہر نہ ہوں۔ اگر اس میں اختلاف کیا جائے یا اس کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تو انسان کو مجبور کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جو اس قدر ظاہر ہو اور مشاہدہ میں آتی ہو۔ اس میں ایسی سستی اور اس سے اتنی لاپروائی بہت ہی تعجب انگیز ہے۔

اتفاق کے فوائد پر سب کا اتفاق ہے

مثلاً اللہ تعالیٰ کا انکار ایک مذہبی معاملہ ہے اور اس کا اقرار دلائل چاہتا ہے۔ کہ اگر اللہ ہے تو اس کے ہونے کے کیا دلائل ہیں۔ مگر بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جو قلوب سے متعلق اور قوانین نیچر کی طرح مبرہن ہوتی ہیں۔ اور انہیں میں سے ایک اتفاق ہے۔ اس کے متعلق خواہ دہریوں سے پوچھو یا ہندوؤں سے خواہ برہموؤں سے پوچھو یا پارسیوں سے۔ عیسائیوں سے پوچھو یا یہودیوں سے۔ سکھوں سے پوچھو یا بدھوں سے غرض دنیا کی کسی قوم سے پوچھو یہی جواب ملیگا کہ اتفاق و اتحاد ہی مفید اور فائدہ بخش چیز ہے۔ پس تمام لوگ اسکی ضرورت کو تسلیم کریں گے۔

ہاں بعض افراد ہونگے۔ جو بحیثیت جماعت نہیں بلکہ انفرادی طور پر اتفاق و اتحاد پر فساد و فتنہ کو ترجیح دیں گے۔ لیکن یہ وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے ذاتی فوائد کو جماعت کے فوائد پر مقدم سمجھتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر باقی تمام دنیا کا عمومیت کے ساتھ اتفاق و اتحاد کی ضرورت اور فضیلت پر متفق ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس کے فوائد بھی ظاہر ہیں۔ اور فساد اور فتنہ کے نقصانات بھی ظاہر ہیں۔ اور اگرچہ جس قدر خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت اور براہین صاف اور واضح ہیں ان کے مقابلہ میں ان کو کچھ نسبت نہیں۔ تاہم دنیا کی نظروں میں خدا کی ہستی کے بھی ایسے دلائل نہیں۔ جیسے اتفاق و اتحاد کے فوائد اور نا اتفاقی و شقاق کے نقصانات ظاہر ہیں۔ کیونکہ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جن کو تمام دنیا کے لوگ مانتے ہیں۔ حالانکہ بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو خدا کی ہستی کے منکر ہیں تاہم وہ اس کو اسی طرح مانتے ہیں۔ جس طرح دیگر قوانین نیچر مثلاً بھوک اور پیاس کو۔

اتفاق قوانین نیچر میں داخل ہے

کوئی مذہب یہ نہیں کہیگا کہ جب بھوک لگے تو کپڑا پہن لینے سے پیٹ بھر جاتا ہے یا پیاس لگے تو دوڑنے سے دور ہو جاتی ہے اب کوئی یہ ایسا مسئلہ نہیں جس کے لئے آسمانی قانون کی ضرورت ہو۔ قانون نیچر اس کے لئے کافی ہے۔ اسی طرح اتفاق بھی ہے۔ اور ہم تجربہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ یہ بھی کسی قانون شریعت کے ماتحت نہیں۔ بلکہ قانون قدرت کے ماتحت ہے۔

قانون قدرت اور قانون شریعت کی سزائیں

اور اس دنیا میں قانون قدرت کی خلاف ورزی کی سزائیں معین ہوتی ہیں۔ لیکن قانون شریعت کی نہیں۔ اگر کوئی قانون شریعت کے کسی جرم کا ارتکاب کرے گا۔ تو مثلاً اس کی اولاد مر جائیگی یا جائداد ضائع ہو جائیگی۔ یا کوئی اور ذلت اسے پہنچ جائیگی۔ یا اس کے دل کا امن جاتا رہیگا۔ اسی قسم کی بہت سی سزائیں ہیں۔ جو قانون شریعت کے خلاف کرنے والوں کو ملتی ہیں۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی سزا انہیں ضرور ملیگی۔ مگر یہ نہیں ہوگا کہ ان کے لئے کوئی خاص سزا اسی طرح معین ہو جس طرح قوانین نیچر کے خلاف کرنے والوں کے لئے سزائیں مقرر ہیں۔ مثلاً یہ نہیں ہوگا کہ کوئی شخص آگ میں ہاتھ ڈالے

تو اس کی ماں مرجائیگی۔ بلکہ آگ میں ہاتھ ڈالنے والے کا لازمًا ہاتھ ہی جلیگا۔ کیونکہ ایسا کرنے والے کے لئے قانون قدرت نے یہی سزا مقرر کی ہے پھر شریعت کے قانون کے ماتحت جو سزائیں ملتی ہیں۔ وہ کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ اور ہر درجہ کی سزا الگ ہوتی ہے۔ ایک جنیں کی سزا اسکا بچہ مرنا نہیں۔ کیونکہ اس کو اولاد کی محبت ہی نہیں۔ اس کا تو اگر مال ضائع ہو تب اس کو دکھ ہوگا۔ اس لئے اس کے لئے سزا مال کا ضائع ہونا ہے۔ کیونکہ قانون شریعت میں سزا کی غرض اس شخص کو دکھ پہنچانا ہوتا ہے۔ مگر قانون نیچر کے ماتحت دکھ پہنچانا غرض نہیں ہوتا بلکہ ایک نتیجہ نکالنا مدنظر ہوتا ہے۔ خواہ اس میں اس کو تکلیف ہو یا نہ ہو۔ اگر ایک ایسا مومن جو مال کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ میرے ہاں اولاد ہو۔ جو دین کی خدمت کرے۔ اب تو قانون شریعت کے ماتحت اس کو مال دینا۔ اور اولاد سے محروم رکھنا درست نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو اولاد ہی دیجائیگی۔ کیونکہ اس کو خوش کرنا مدنظر ہوگا۔ لیکن قانون قدرت میں ایسا نہیں ہوگا۔ اس میں کسی فعل کا جو نتیجہ مقرر ہوگا وہی نکلیگا۔

تو اتفاق قوانین قدرت میں سے ہے۔ کیونکہ اگر اتفاق مٹ جائے تو رعب جاتا رہتا ہے۔ حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ عزت برباد ہو جاتی ہے۔ پھر جب اس کے ساتھ شریعت کا تعلق بھی ہوگا۔ تو اس کے مٹنے سے نتائج اور بھی خطرناک نکلینگے۔

پس اتفاق و اتحاد کے اثرات ظاہر ہیں۔ اور تمام دنیا ان کو جانتی ہے۔ لیکن پھر بھی بہت لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔ چنانچہ دنیا میں ایسے قومیں کثرت سے ہیں۔ جن میں اتفاق نہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ لوگ اس قانون کی ضرورت کو مانتے نہیں۔ شخصی فوائد جب درمیان آجاتے ہیں۔ تو اس کی قطعًا پروا نہیں کرتے۔

اتفاق و اتحاد خدا کے فضل سے پیدا ہوتا ہے

لیکن میں نے بتایا ہے۔ اور میرے بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ اتفاق و اتحاد کا پیدا ہونا نہایت مشکل امر ہے۔ اور یہ محض خدا کا فضل ہوتا ہے۔ اور جب کسی جماعت میں یہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی حفاظت کی بہت سخت ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ اتفاق بغیر خدا کے فضل کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس کو ایک نعمت قرار دیا ہے اور افتراق و شقاق کا نام آگ کے کنارے کھڑا ہونا رکھا ہے۔ جس طرح آگ میں پڑا ہوا انسان ہلاکت سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح نااتفاقی کے جو نتائج ہیں ان سے بھی نہیں بچ سکتا۔ پس نااتفاقی کا عذاب ایسا ہی عذاب ہے۔ جیسا کہ آگ میں پڑ جانیکا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دیکھو ہم نے اتفاق و اتحاد اپنے فضل سے پیدا کیا ہے۔ تم خواہ کتنا ہی مال خرچ کرتے تب بھی اتفاق نہیں پیدا کر سکتے تھے۔ لاکھوں دلوں کا جمع کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ انسانی کوششوں کا بھی اس میں دخل ہوتا ہے۔ لیکن اتفاق پیدا کرنا انسان کے بس کا نہیں ہوتا۔ خدا نے اپنے فضل سے ہی کر دیتا ہے۔ کیونکہ اسباب اس قدر نہیں ہوتے۔ جس قدر وہ نتائج عطا فرماتا ہے۔ پس کوشش کے نتیجہ میں اتفاق پیدا نہیں ہوتا بلکہ فضل کے طور پر اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے۔ جب اس مشکل سے یہ بات حاصل ہوتی ہے تو اس کی بیقدری کتنی بڑی غلطی ہے۔ جب یہ انسانی کوششوں سے ملتی ہی نہیں۔ بلکہ محض خدا کے فضل سے ہی ہے تو چاہئے کہ اس کے ملنے پر لوگ اس کی قدر کریں۔ مگر نہیں اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسا کہ غالب نے کہا ہے ؎

اور بازار سے لے آئیں گے گر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

کہتا ہے۔ کہ میرا مٹی کا پیالہ ٹوٹ گیا تو اور بازار سے لے آؤنگا۔ کیونکہ اس کا ملنا کچھ مشکل نہیں۔ اس لئے یہ جام جم سے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر وہ ٹوٹ جائے۔ تو اس کا ملنا ناممکن ہے۔ بات یہ ہے کہ جو چیز سستی اور آسانی سے مل جائے۔ اس کی قدر نہیں کی جاتی۔ افسوس کہ اتفاق کو ایسا ہی سمجھ کر قدر نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جب یہ توڑ دیا جائے۔ پھر اس کا جڑنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ تو ایک بہت لمبے عرصے کے بعد اس کے لئے خاص سامان مہیا کرتا ہے۔ تب جا کر اتفاق پیدا ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے۔ کہ جب اس نے کسی جماعت کو نااتفاقی سے بچانا ہوتا ہے۔ تو اس میں سے فساد کرنے والے حصہ کو نکال دیتا ہے۔ جیسا کہ ہماری جماعت میں جب ایک ایسا عنصر پیدا ہو گیا۔ جو اتفاق و اتحاد کو توڑنے والا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کو جماعت سے نکال دیا۔ اس سے غرض یہ تھی تا کہ ہم میں پھر نااتفاقی نہ پیدا ہو۔ مگر باوجود خدا کے اس فضل کے بعض لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اور ایسے طریق پر چلتے ہیں جس سے فساد ہو۔

دین کی خاطر صرف احمدیوں میں اتفاق ہے

اس زمانہ میں . . . . سوائے احمدیوں کے اور کوئی جماعت نہیں۔ جس میں مذہب کی خاطر اتفاق ہو۔ اور لوگ جن میں اتفاق ہے۔ وہ دنیا کے لئے ہے۔ مگر دین کے لئے صرف احمدیوں میں ہے۔ اور احمدی ہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے دین کیخاطر شقاق و نفاق کو اپنے سینوں سے نکال دیا ہے۔ پس جب ان میں خدا کے فضل سے اتفاق و اتحاد پیدا ہو گیا ہے۔ تو نہایت ضروری ہے۔ کہ اس کی حفاظت کریں۔

اسلام کی موجودہ حالت

دنیا میں اس وقت اسلام کی جو حالت ہے وہ کسی عقلمند سے پوشیدہ نہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام کی ترقی اور کامیابی

کے دعاوے نہ ہوتے۔ تو یہ سو ڈیڑھ سو سال سے زیادہ کا مہمان نظر نہیں آتا۔ اگرچہ ایسے نادان اور جاہل لوگ بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ سلطان روم جس وقت گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ تو تمام یورپ کے بادشاہ نوکروں کی طرح اس کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے ہیں۔ مگر ان کو کیا معلوم ہے کہ سلطان روم یورپ کے بادشاہوں کے لئے اس پائدان کی طرح ہے جس سے کمرہ میں داخل ہوتے وقت پاؤں پونچھے جاتے ہیں۔ پھر بعض کہا کرتے ہیں کہ شاہ کابل کے پاس اتنی فوج ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا اور انگریز ڈر کر اس کو روپیہ دیتے ہیں۔ حالانکہ نہیں جانتے کہ کابل ایک چھوٹا سا علاقہ ہے جس کو انگریزوں نے ہی قائم رکھا ہوا ہے اگر ایسے لوگ اسلام کی موجودہ حالت کو قابل اطمینان بتائیں تو بیشک بتائیں مگر جن کو پتہ ہے وہ نہیں کہہ سکتے وہ تو دیکھتے ہیں کہ اسلام آج کا نہیں تو کل کا مہمان ہے۔ ایسی حالتیں جو اسلام کی ترقی کے سامان ہیں۔ اگر ہم ان کو ضائع کر دیں تو کتنے بڑے افسوس کی بات ہوگی

ہماری جماعت کی حالت

مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے ہاں انجمنیں قائم کرتے ہیں اصلاح کے لئے اور کام کرنے کے لئے۔ لیکن ان میں فساد اور جھگڑے کھڑے کر دیتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا بات ہے۔

مسلمانوں کو قرآن میں حکم ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ کہ اللہ کی حبل کو مضبوط پکڑ لو۔ اور پراگندہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت اسلام کے لئے جو حبل اللہ تجویز کئے ہیں۔ ان میں سے انبیاء اور ان کے خلفاء بھی ہیں۔ کہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ لیکن کئی لوگ عصیان اور سرکشی کرتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اطاعت کا نام تو لیتے ہیں۔ لیکن اطاعت نہیں کرتے۔ معمولی معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑے کھڑے کر دیتے ہیں۔

شخصی فوائد پر جماعت کے فوائد قربان نہیں کرنے چاہئیں

کیا جب جہاز ڈوب رہا ہو تو جہاز کے آدمی آپس میں لڑیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس وقت تو خواہ کوئی کسی دوسرے کا روپوؤں سے بھرا ہوا بٹوا بھی اٹھا لے تو بھی وہ نہیں لڑیگا کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اگر یہ بٹوا لیتا ہے تو لے۔ ابھی چند منٹ میں تو زندگی ختم ہونیوالی ہے۔ پھر لڑائی کیسی۔ مگر یہاں ایک جہاز نہیں لاکھوں جہاز ڈوب رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ دین کا جہاز ڈوب رہا ہے۔ اور لوگ پروا نہیں کرتے۔ لڑائیوں اور جھگڑوں میں لگے ہوئے ہیں۔ شاید یہ خیال کرتے ہوں کہ ہم اپنی جان بچالیں گے۔ مگر اگر یہی حالت قائم رہی۔ اور اتفاق و اتحاد نہ رہا تو پھر کوئی ترقی نہیں جو وہ کر سکیں۔ اور کوئی طاقت نہیں جو ان میں اتفاق پیدا کر سکے۔ مگر جب اللہ چاہے۔

پس چاہیئے کہ تمام لوگ اپنے کاموں کو سوچ سمجھ کر کیا کریں۔ اور کوئی بات ایسی نہ کیا کریں۔ جس کہ اتفاق و اتحاد کو نقصان پہنچتا ہو۔

معمولی معمولی باتوں پر جھگڑنا نہایت خطرناک ہوتا ہے مگر جب دیکھو ایسی ہی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں حالانکہ یہ وقت ایسی بیہودہ باتوں پر لڑائی کر کے ضائع کرنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت اسلام کی موت و حیات کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس قسم کی بے ادبیوں اور سرکشیوں سے جو ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں ظاہر کی جاتی ہیں پارٹیاں بن جاتی ہیں۔ اور وہ نعمت جس کو اتفاق و اتحاد کہا جاتا ہے۔ اور جو محض خدا کے فضل سے ہی ملتی ہے بیوجہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اور مجموعی قوت جو جماعت میں ہوتی ہے۔ ان پارٹی بازیوں اور تفرقہ پردازیوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔

جماعت کو نصیحت

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑنا۔ اور ذرا ذرا سی باتوں پر بحث و تکرار اور بے ادبی و سرکشی اور نفس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے اور وہ وقت جو اس قسم کے جھگڑوں میں ضائع کیا جاتا ہے۔ اگر قرآن کریم کی کسی آیت پر غور کرنے

حضرت مسیح کے آسمان پر زندہ جانیکا عقیدہ

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کے بعد عیسائیت پر ایک اوس سی پڑ گئی ہے۔ اور آپ کے پیاپے حملوں نے عیسائیوں کے ارباب حل و عقد کو مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنی کتاب مقدس کے ان مقامات کو جو جرح کی تاب نہ لا کر عیسائیت کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ کتاب سے ہی نکال دیں۔ چنانچہ وہ لوگ جنہوں نے بائیبل کے متفرق اور مختلف نسخ دیکھے ہونگے وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ واقعی ہر اڈیشن میں کچھ نہ کچھ ضرور ترمیم و تنسیخ کی گئی ہے۔ اور کئی جگہ کی جاتی ہے۔ جہاں پر حملے ہو چکے ہوتے ہیں۔

لیکن اب اس سے بھی گذر کر ولایت کے ایک پادری صاحب نے جن کا نام ڈین ہنس ہے۔ اور جو ہرفورڈ کے بشپ مقرر کئے گئے ہیں۔ اپنے بعض عقائد بیان کئے ہیں جن پر انگلستان کے بعض مذہبی اخبارات میں بحث چھڑی ہوئی ہے۔ ان کے بیان کردہ عقائد میں سے۔ ایک یہ بھی ہے کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ عیسیٰ زندہ آسمان پر اٹھ گئے۔ اور جسم کے ساتھ واپس آئیں گے۔"

یہ عقیدہ عیسائیت کو بالکل ہلا دینے والا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کی الوہیت کا مدار اس کی اس آسمانی زندگی اور دوبارہ باسطوت و جلال آنے پر ہی ہے۔ جس کی تقلید کر کے بدقسمتی سے اکثر مسلمانوں نے بھی ایک مشرکانہ عقیدہ کا ساتھ دیا ہے۔ اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھا کر امت محمدیہ میں آنیوالے مسیح کی قبولیت سے محروم رہے ہیں۔ جیسا کہ آج سے قریباً ۲ ہزار سال قبل یہود ایلیا نبی کو زندہ آسمان پر چڑھا کر اور اس کی دوبارہ آمد کے انتظار میں موسوی مسیح کی قبولیت سے محروم ہو گئے تھے۔ اور پھر ان میں سے بہت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول کرنے سے بھی محروم ہی اس دنیا سے اٹھ گئے۔

کیا مسلمان حضرات عیسائی صاحبان کے عقائد میں تنزل واقع ہونے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھلانے سے باز آئیں گے۔ کیونکہ

غیر مبائعین سے مباحثہ

بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں

یہ بات کس قدر قابل افسوس ولائق رنج ہے۔ کہ غیر مبائعین کی ساری کوشش اور سعی اس بات کے لئے وقف ہو چکی ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے احمدیوں کے دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا کرائے جائیں۔ ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک بہت ہی معمولی حیثیت سے پیش کر کے اس رفعت اور احترام کو نقصان پہنچایا جائے۔ جو انہیں مسیح موعود کے ساتھ ہے۔ انہیں احمدیت سے بدظن اور بددل کیا جائے۔ اس کام کے لئے ان کے مبلغ مختلف علاقہ جات میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور وسوسہ اندازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ کچھ عرصہ سے ان لوگوں کی اسی قسم کی کوششیں بدوملہی ضلع سیالکوٹ اور اس کے ارد گرد کے دیہات میں صرف ہو رہی تھیں۔ اور اس علاقہ میں متواتر کئی ماہ سے بیچارے سیدھے سادے زمینداروں کے دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا کر کے احمدیت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ ماہ (مارچ) میں بدوملہی سے اطلاع پہنچی کہ غیر مبائعین کا ایک واعظ میر مدثر شاہ یہاں آیا ہوا ہے۔ اور اختلافی مسائل پر مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس لئے کسی صاحب کو بھیجا جائے۔ انہی دنوں انجمن احمدیہ کلاس والہ کا جلسہ تھا جہاں شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل اور مولوی قطب الدین صاحب کو بھیجنا تجویز ہوا۔ اور چونکہ بدوملہی کا گاؤں راستہ میں پڑتا تھا۔ اس لئے شیخ صاحب موصوف کو ہی پیامی مبلغ سے گفتگو کرنے کے لئے کہا گیا جنہوں نے ۱۰۔ مارچ کو وہاں پہنچ کر میر مدثر شاہ صاحب سے شرائط طے کر کے اسی دن مباحثہ کرنا چاہا۔ لیکن مدثر شاہ صاحب نے کلاس والہ کے جلسہ کے بعد مباحثہ کرنے کے لئے کہا۔ اس پر اس سے یہ شرط منوا کر مباحثہ کی تحریریں بالمقابل بیٹھ کر دو دو گھنٹے کے وقت میں لکھی جائیں گی۔ اور پھر سنائی جائیں گی۔ شیخ صاحب کلاس والہ چلے گئے۔ لیکن جب وہاں سے تین دن کے بعد واپس آئے تو مدثر شاہ صاحب نے کہا کہ میں نے مباحثہ میں سنانے کے لئے مضمون لکھ لیا ہے۔ آپ بھی لکھ لیں۔ اور پھر مباحثہ ہو۔ اگرچہ مدثر شاہ صاحب کی یہ حرکت بالکل خلاف شرائط تھی اور کئی دنوں میں اس نے اپنا مضمون لکھا تھا۔ تاہم شیخ صاحب نے اسی بات کو منظور کر لیا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو مضمون تحریر کرنے کے لئے بہت تھوڑا وقت ملا تھا۔ اور تمام کتب، رسائل اور اخبارات وغیرہ جن کے حوالوں کی دوران مباحثہ میں ضرورت تھی اور اس قدر ضرورت تھی کہ تمام بحث کا دارومدار ہی حوالوں پر تھا۔ اس جگہ نہ مل سکتے تھے۔ اس لئے وہاں کے احباب نے اپنا ایک آدمی قادیان بھیجا۔ جس کے آنے پر مولوی فضل الدین صاحب کو حوالہ جات اور دیگر امور مباحثہ میں امداد دینے کے لئے بھیجا گیا اور ان کے ساتھ میں بھی تھا۔ جس کا کام غیر مبائعین کی طرز گفتگو۔ طریق عمل وسوسہ اندازی اور دھوکہ دہی کا بچشم خود ملاحظہ کرنا تھا۔ ہم ۱۶ تاریخ بدوملہی پہنچ گئے۔ اور اتفاقاً اسی دن لاہور سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور میاں عبدالعزیز صاحب جنہیں مباحثہ کا علم بھی نہ تھا آ گئے۔

پہلے دن کی کارروائی

۱۷۔ تاریخ فریقین کے پریزیڈنٹوں کے انتظام میں دو بجے کے قریب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی قرار داد یہ تھی کہ پہلے تین گھنٹہ جلسہ ہو اور فریقین کی تحریریں مسئلہ نبوت کے متعلق پڑھنے کے بعد دس دس منٹ کے حساب سے زبانی گفتگو ہو۔ پہلے شیخ عبدالرحمن صاحب نے اپنا مضمون پڑھا جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں ختم ہوا۔ اس کے بعد میر مدثر شاہ صاحب نے اپنا مضمون سنانا شروع کیا۔ جس میں مسیح موعود کی نبوت کے خلاف وہی حوالے پیش کئے جو النبوۃ فی الاسلام اور پیغام صلح میں کئی بار شائع ہو چکے ہیں۔ اگر میر صاحب صرف مضمون پڑھنے پر اکتفا کرتے تو زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ میں مضمون ختم ہو جاتا لیکن ساتھ ہی انہوں نے زبانی تشریح بھی شروع رکھی۔ اور ایسے عامیانہ اور غیر مہذبانہ الفاظ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا۔ کہ آخر کار ہماری طرف کے پریزیڈنٹ صاحب کو کہنا پڑا کہ میر صاحب حضرت مسیح موعود کا نام ہماری خاطر ہی ادب و احترام سے لیں۔ اگر آپ انہیں نبی نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں۔ لیکن ہم تو سمجھتے ہیں۔ آپ کم از کم ہمارے سامنے ایسا نہ کریں۔ کہ اس طرح ہمیں بہت صدمہ پہنچتا ہے۔ یہ احمدیوں کا جلسہ ہے نہ کہ غیر احمدیوں کا۔ اس کا بھی آپ خیال رکھیں۔ اس بات کو انہوں نے منظور کر لیا۔ اور پھر اس دن خاص طور پر ہماری دل آزاری کے لئے غیر مہذب الفاظ استعمال کرنے سے کسی قدر احتیاط کی گو عادت ثانیہ ہو جانے کی وجہ سے بعض سخت الفاظ بے اختیار نکلتے ہی رہے۔ اور مضمون باوجود دگنا وقت لینے کے بھی ۶ بجے تک ختم نہ ہونے دیا

دوسرے دن کی کارروائی

دوسرے دن مسئلہ کفر و اسلام اور اسمہ احمد کے متعلق زبانی گفتگو کرنے کے لئے تھا۔ اور ۱۰ بجے کے قریب جلسہ شروع ہوا۔ لیکن اس دن میر مدثر شاہ صاحب نے اپنا بقیہ مضمون پہلے دن کی طرح زبانی تشریح کے ساتھ سنانے پر اصرار کیا۔ جس پر یہ بات قرار پائی کہ آج جتنی دیر میں مضمون سنایا جائے اتنا ہی وقت شیخ عبدالرحمن صاحب کو اسی مسئلہ پر زبانی تقریر کرنے کے لئے دیا جائے۔ چونکہ پہلے دن مدثر شاہ صاحب نے وقت کی پابندی نہیں کی تھی اس لئے اس دن ایک غیر احمدی مولوی صاحب کو فریقین سے وقت کی پابندی کرانے کے لئے پریزیڈنٹ تجویز کیا گیا۔ مدثر شاہ صاحب نے ایک گھنٹہ اور کچھ منٹ اپنا بقیہ مضمون سنانے پر خرچ کئے۔

پیامی مبلغ کی علمیت

درمیان میں ایک موقعہ پر ان غیر احمدی مولوی صاحب نے جن کو پریذیڈنٹ تجویز کیا گیا تھا۔ مدثر شاہ صاحب کو کہا کہ آپ کی تقریر میں کل اور آج کئی بار مجاز اور استعارہ کا لفظ آیا ہے۔ آپ مہربانی کرکے اس کے عام فہم معنی بیان کردیں۔ تاکہ سامعین جن میں اکثر ناخواندہ یا کم علم ہیں۔ آپ کی باتوں کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اس کے جواب میں مدثر شاہ صاحب نے کسی قدر گھبراہٹ کے ساتھ کہا۔ کہ مجاز جواز سے نکلا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا لفظ جس کا بولنا درست نہ ہو۔ مگر یونہی بول لیا جائے۔ یہ عالمانہ جواب دیکر شاہ صاحب نے جلدی سے اپنی تقریر شروع کر دینی چاہی۔ لیکن شیخ عبدالرحمن صاحب نے کہا کہ استعارہ کا مطلب بھی بتا دیجئے۔ اس پر آپ بہت جھنجلائے۔ اور طیش میں آکر کہنے لگے۔ آپ کو مجھ سے پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نہیں بتلاتا۔ شیخ صاحب نے کہا میں آپ سے نہیں پوچھتا۔ مولوی صاحب نے ہی یہ بھی پوچھا تھا۔ جس کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور میں نے آپ کو یاد دلا دیا اس وقت غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ شیخ صاحب نہیں پوچھتے۔ میں پوچھتا ہوں مجھے بتائیے۔ اسپر آپ یوں گویا ہوئے کہ استعارہ مستعار سے نکلا ہے۔ اور اس کے معنی ہیں کسی سے کوئی چیز مانگ کرلے لینا مثلاً میرا کوٹ کوئی مانگ لے تو کہا جائیگا کہ اس نے یہ کوٹ مستعار لیا ہے۔

یہ جواب سن کر غیر احمدی مولوی صاحب پر مدثر شاہ صاحب کی علمیت کی قلعی کھل گئی۔ اور انھوں نے کہا اپنی تقریر شروع کریں۔ ان کی تقریر کیا تھی حضرت مسیح موعود کے ساتھ تمسخر اور ہنسی آپ کی شان میں ہتک آمیز الفاظ اور فقرات کا مجموعہ تھا۔ جس کا اصل مقصد احمدیوں کا دل دکھانا اور غیر احمدیوں کو خوش کرنا تھا۔

شیخ صاحب کی تقریر

ان کے بعد جناب شیخ صاحب نے تقریر کی۔ اور خدا کے فضل و کرم سے ایسی جامع مانع تقریر کی کہ مدثر شاہ صاحب کی دھوکہ دہی اور غلط بیانی کا تمام تارو پود بکھیر دیا اور سامعین پر نہایت وضاحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے ظاہر کر دیا۔ کہ آپ نے نبی ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ اور آپ بہ لحاظ نبوت ایسے ہی نبی ہیں جیسے کہ پہلے انبیاء تھے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے مکرم میر صاحب نے اپنے مضمون کو حضرت مسیح موعود کے ایک حوالہ پر ختم کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہوتی ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے ان کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔

اس کے متعلق میں بڑے ادب کے ساتھ میر صاحب اور حاضرین کی توجہ اس طرف پھیرتا ہوں۔ کہ یہ درست ہے کہ حضرت صاحب اس تحریر میں محدث کے لفظ سے نبی وغیرہ الفاظ کو ترمیم شدہ تصور کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اس حوالہ کے بعد آپ نے کئی ایک کتابیں لکھی ہیں۔ اگر اس سے آپکا یہی منشا تھا۔ جو آپ لوگ اب قرار دیتے ہیں۔ کہ آپ نبی نہ تھے۔ صرف محدث تھے۔ تو پھر انہی کتابوں میں آپ اپنے آپ کو نبی کیوں لکھتے رہے۔ پھر اگر آپ محدث ہی تھے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ تھے۔ تو کیسی تعجب کی بات ہے کہ غالباً خدا تعالےٰ نے آپ کو دعوے کے دن سے لیکر آخر وقت تک سوائے ایک دفعہ کے کبھی محدث نہیں کہا۔ بلکہ بار بار نبی ہی کہتا رہا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر آپ واقعہ میں نبی نہ تھے۔ تو کیوں خدا تعالےٰ آپ کو نبی کے لفظ سے مخاطب فرماتا رہا۔ کیا خدا تعالےٰ بھی نہ سمجھتا تھا کہ آپ نبی نہیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے سے انکار کی حقیقت

ہم اس سے انکار نہیں کرتے اور نہ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ ہم نے کبھی اس بات سے انکار کیا ہے کہ ایک زمانہ تک حضرت مسیح موعود نے اپنے متعلق نبی کا لفظ بولنے سے انکار کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو جزوی نبی ناقص نبی کہتے رہے ہیں۔ لیکن اس قسم کے خواہ ہزارہا حوالے ہمارے سامنے پیش کئے جائیں تو بھی غیر مبائعین کو وہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔ اور نہ ان سے حضرت مسیح موعود غیر نبی ثابت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے خود لکھ دیا ہوا ہے۔ کہ

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

یہ حوالہ تمام اس قسم کے حوالوں کا جواب ہے۔ جن میں حضرت مسیح موعود نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے میں نے اپنے مضمون میں بتایا تھا۔ اور اب پھر بتاتا ہوں کہ چونکہ ابتداء میں تمام مسلمانوں کے خیال کے مطابق حضرت مسیح موعود بھی سمجھتے تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لائے۔ اور کسی نبی کا پیرو نہ ہو۔ اس لئے آپ

آپ کو نبی نہ کہتے تھے۔ لیکن بعد میں آپ نے لکھا کہ نبی کی یہ تعریف نہیں ہے۔ اور نبی کے لئے نہ شریعت لانا شرط ہے۔ اور نہ یہ شرط ہے کہ وہ کسی نبی کا متبع نہ ہو۔ اس لئے اپنے آپ کو نبی کہنے لگے۔

ہنسی اور تمسخر کا جواب

شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے متعلق طرح طرح سے ہنسی اور ٹھٹھا کیا۔ اور مخول اُڑایا ہے۔ لیکن ہم کس سے مخول کریں۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں مظلوم ہیں۔ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گندے سے گندے لفظ استعمال کرتے۔ اور ہمارا دل دکھاتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے پیشواؤں کے متعلق ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم انہیں خدا کا پیارا سمجھتے ہیں۔ یہی حال اب ہمارا ہے۔ غیر مبائعین تو اب حضرت مسیح موعود پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑاتے ہیں۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

نبی کا نام پانے کیلئے حضرت مسیح موعود کا مخصوص ہونا

اس کے بعد شیخ صاحب نے بقیہ اعتراضات کے جواب دیئے اور خاتم النبیین کے معنی حضرت مسیح موعود کی کتب غلطی کا ازالہ اور ریویو بر مباحثہ محمد حسین بٹالوی و چکڑالوی سے بتلائے۔ اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کے ایک حوالے کے جواب میں۔ جو یہ کہا گیا تھا۔ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ اور کسی اور کا نہیں۔ اس لئے آپ مخصوص محدث ہیں۔ نہ کہ آپ میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے۔ جو اس اُمت کے کسی اور فرد کو حاصل نہ ہوئی ہو۔ اس کا جواب یہ دیا گیا۔ کہ حدیث میں تو حضرت عمر کے متعلق بھی آیا ہے۔ کہ وہ محدث تھے۔ پھر حدیث میں ذکر آنے کی خصوصیت تو حضرت مسیح موعود کے ساتھ نہ رہی یہ بالکل جاہلانہ بات ہے۔ اپنی خصوصیت کی وجہ تو خود حضرت مسیح موعود نے بتا دی ہے۔ کہ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

اس حوالہ سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو اس اُمت میں سے اس لئے مخصوص قرار نہیں دیتے۔ کہ آپ کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ جو نبوت کے لئے شرط ہے۔ وہ سوائے آپ کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔

حضرت مسیح موعود کی معصومیت

پیامی ولغظ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کے خلاف ایک یہ بات بھی پیش کی تھی۔ کہ آپ لکھتے ہیں کہ "افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے" کرامات الصادقین۔

پہلا جواب

اس کا ایک جواب تو یہ دیا گیا کہ حضرت مسیح موعود لکھ چکے ہیں کہ وہ حقیقت جو انبیاءؑ میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ وہ اس میں (محدث) کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہی عصمت جو نبی میں ہوتی ہے۔ وہی محدث میں بھی ہوتی ہے لیکن اس کو محفوظیت کے نام سے پکارا جاتا ہے تو چونکہ کرامات الصادقین اس زمانہ کی لکھی ہوئی ہے جبکہ حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو محدث قرار دیتے تھے اس لئے آپ نے انبیاء کے مقابلہ میں اپنے آپ کو معصوم قرار نہیں دیا۔ اگرچہ آپ میں عصمت تو پائی جاتی تھی مگر وہ محفوظیت نام رکھتی تھی۔ اور جب آپ نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا۔ تو اسی محفوظیت کا نام عصمت ہو گیا۔ پس چیز وہی تھی جو پہلے تھی۔ صرف اس کا نام بدل گیا۔ اس لئے کرامات الصادقین کے اس حوالہ سے یہ نہیں ثابت ہو سکتا۔ کہ آپ نبی نہیں تھے۔

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ:۔

"بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے۔ کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے۔ وہ خدا سے محبت کرتے ہیں"۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵

اور صفحہ ۶۷ پر لکھتے ہیں "اب میں بموجب آیہ کریمہ واما بنعمت ربک فحدث اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے۔ کہ جو میری کوشش سے نہیں۔ بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے"

ان حوالجات سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آپ معصوم تھے۔ اور آپ کو شکم مادر میں ہی معصوم کیا گیا تھا۔ ہاں پہلے آپ نے اس معصومیت کا نام محفوظیت رکھا۔ جس سے کوئی اعتراض واقعہ نہیں ہوتا۔

تیسرا جواب

تیسرا جواب یہ دیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر اعلان کیا کہ (لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (حقیقۃ الوحی) کہ دعوے سے پہلے ایک مدت تک تم ہی میں رہتا تھا۔ کیا تم کو سمجھ نہیں۔ آپ نے اس الہام کو پیش کر کے دنیا کو بتا دیا۔ کہ میری دعوے سے پہلی زندگی پر کوئی نقص اور عیب نہیں لگایا جا سکتا پس یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ معصوم تھے۔

چوتھا جواب

چوتھا جواب یہ دیا گیا کہ اگر حضرت مسیح موعود کے کرامات الصادقین کے الفاظ سے یہ نکالا جاتا ہے کہ آپ معصوم نہ تھے۔

اس لئے نبی نہ تھے۔ تو بتلایا جائے کہ سبحانک لا الہ الّا انت انی کنت من الظالمین کا کیا مطلب ہے۔ کیا اس سے نعوذ باللہ حضرت یونس علیہ السلام بھی معصوم نہیں رہ سکتے۔

پانچواں جواب پانچواں جواب یہ دیا گیا کہ حضرت مسیح موعود نے براہین ص۵۵۶ پر اپنا یہ الہام شائع کیا ہے کہ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک اور خود ہی ص۵۵۶ پر اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ کہ "اس فقرہ کا یہ مطلب نہیں۔ کہ منہیات شرعیہ تجھے حلال ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تیری نظر میں منہیات مکروہ کئے گئے ہیں۔ اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو خدا کی مرضی ہے وہ بندے کی مرضی بنائی گئی اور سب ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئیں"۔ اس سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آپ بالکل معصوم تھے۔ اور معصومیت آپ کی فطرت میں ڈالی گئی تھی۔

شیخ صاحب کی اس تقریر کے بعد جلسہ کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کے لئے برخاست ہونے لگا۔ تو مدثر شاہ صاحب نے غیر احمدی مولوی صاحب کو جو پریذیڈنٹ تھے۔ کہا۔ آپ ان لوگوں کی رعایت کرتے ہیں۔ ایسا نہیں چاہیئے۔ مولوی صاحب نے کہا یہ آپ کا خیال درست نہیں ہے۔ مجھے ان کی رعایت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے اگر رعایت کرنی چاہی۔ تو آپ کی کرونگا جو ہمارے قریب آ رہے ہیں نہ ان کی جو ہمیں پکے کافر قرار دیتے ہیں۔ اس پر مدثر شاہ صاحب خاموش ہو کر چلے گئے۔

زبانی گفتگو کا ضروری خلاصہ پھر ازسرِ نو جلسہ شروع ہوا جس میں دس منٹ طرفین کے واسطے زبانی گفتگو کے لئے مقرر کئے گئے مدثر شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا وہ خط پیش کیا۔ جو آپ نے برادرم محمد عثمان صاحب لکھنوی کو لکھا تھا۔ اور جس کا عکس پیغام صلح میں شائع کر کے ان لوگوں کو ناکامی اور نامرادی حاصل ہو چکی ہے۔ ابھی دس منٹ بھی ختم نہ ہوئے تھے۔ کہ بیٹھ گیا۔

شیخ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ میر صاحب نے ان تمام حوالوں کو چھوڑ کر جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف پیش کئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خط پیش کیا ہے۔ حالانکہ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ پہلے حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے مسئلہ نبوت کا فیصلہ کر لیتے اور پھر کسی اور طرف جاتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور حضرت میاں صاحب کا خط پیش کر دیا ہے۔ اب میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب مسیح موعود کو دراصل نبی نہیں سمجھتے۔ بلکہ کسی مصلحت کی وجہ سے نبی کہتے ہیں۔ حالانکہ حضرت میاں صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "چونکہ حضرت صاحب کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے۔ اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے۔ کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے"۔ اور چونکہ آپ لوگ ابھی تک ایسا کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے اصل درجہ سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا جائے۔ پھر آپ نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ نبی کے لفظ کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی ہے کہ وہ نہ اس لئے کہ آپ نبی نہ تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں۔" پس اس خط کو پیش کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔

یہ جواب دینے کے ساتھ ہی شیخ صاحب نے مدثر شاہ صاحب کے تحریری مضمون پر بھی تنقید شروع کر دی۔ تاکہ وہ مسیح موعود کی کتب کے حوالجات کی طرف آئے۔ لیکن اسے نہ اس طرف آنا تھا۔ نہ آیا۔ کبھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تحریروں کو لے بیٹھتا کہ ان میں تناقض ہے۔ اس کو دور کرو۔ کبھی حضرت خلیفہ اول کی کوئی تحریر پیش کرتا کبھی مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق کہتا کہ انہوں نے مسیح موعود کو محدث کہا ہے۔ کبھی قاضی اکمل صاحب کی۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب اور دوسرے احباب کی تحریروں کو پیش کرتا۔ لیکن ہر ایک بات جو وہ پیش کرتا شیخ صاحب اپنی باری میں اس کا نہایت مدلل جواب دیکر پھر حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو پیش کر کے ثابت کرتے کہ آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ ایسے ہی نبی ہیں جیسے پہلے انبیاء تھے۔ اور ان پر بحث کرنے کی طرف توجہ دلاتے۔ لیکن مدثر شاہ صاحب اس طرف آخری وقت تک نہ آیا۔ جس سے حاضرین خوب اچھی طرح سمجھ گئے۔ کہ مسیح موعود کی تحریروں کی بنا پر مسئلہ نبوت پر بحث کرنے سے عاجز آگیا ہے۔

آخر جب اس دن کی کارروائی ختم ہوئی۔ تو ہماری طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ یہ مباحثہ دو دن ہونا قرار پایا تھا۔ جو ختم ہو گئے ہیں۔ اسکے بعد بھی اگر مدثر شاہ صاحب کسی مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہیں۔ تو مولوی غلام رسول صاحب کریں۔ چونکہ شیخ صاحب کو آئے ہوئے کئی دن گذر گئے ہیں۔ اور سکول کا حرج ہو رہا ہے اس لئے وہ کل واپس چلے جائینگے۔ اس پر مدثر شاہ صاحب نے کہا۔ کہ میں سوائے شیخ صاحب کے اور کسی سے گفتگو نہیں کرونگا۔ اور اس بات پر بہت اصرار کیا اس لئے تیسرے دن پھر شیخ صاحب مسئلہ کفر و اسلام اور اسمہ احمد پر گفتگو کرنے کے لئے ٹھہر گئے۔ ہاں یہ بات لکھنا تو میں بھول گیا۔ کہ اسدن جلسہ کے خاتمہ پر غیر احمدی مولوی صاحب نے مدثر شاہ صاحب کو مخاطب کر کے با واز بلند مجلس میں کہا۔ کہ میں نے اس مباحثہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آپ نے مٹرک بنا دی ہے اب ہماری طرف سے گاڑی چلانی باقی ہے۔

تیسرے دن کی کارروائی تیسرے دن جب طرفین جلسہ گاہ میں آ گئے۔ تو غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ کفر و اسلام پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو صاف ہے۔ اسمہ احمد پر گفتگو کریں۔ اسدن ہر ایک مقرر کے لئے تیس تیس منٹ مقرر ہوئے۔

اسمہ احمد کا مصداق کون ہے پہلے شیخ عبد الرحمن صاحب نے حضرت مسیح موعود کو اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق ثابت کیا اور اس کے متعلق قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کی کتب ازالہ اوہام۔ اعجاز المسیح اور تحفہ گولڑویہ وغیرہ سے دلائل دیئے۔ اور غیر مبائعین کے اس اعتراض کے جواب میں کہ حضرت مسیح موعود کا نام "غلام احمد" ہے "احمد" نہیں۔ حضرت مسیح موعود کا زبردست فیصلہ پیش کیا۔ جو آپ نے اس کے متعلق ایام صلح ص۱۴۸ کے حاشیہ پر بدیں الفاظ فرما دیا ہوا ہے۔ کہ "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے

اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا۔ کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے۔ اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ مور معبد وطریق معبد جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس راہ کو طریق معبد کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں۔ کہ خدا نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے ان میں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کی گذر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا۔ اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے۔ ان میں پیدا کی۔ پس وہ عملی حالت کے لحاظ سے مہدی ہیں۔ اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی عبد ہیں۔ کیونکہ خدا نے ان کی روح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اس سڑک پر کیا جاتا ہے۔ جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ مہدی موعود کو بھی عبودیت کا مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ اس لئے مہدی موعود میں عبد کے لفظ کی کیفیت غلام کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنی اس کے نام کو غلام احمد کرکے پکارا گیا"

شیخ صاحب کی تقریر کے جواب میں مدثر شاہ صاحب نے وہی اعتراضات پیش کئے۔ جو عام طور پر غیر مبائعین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے معقول جواب ملنے پر اسمہ احمد کی بحث کو چھوڑ کر نبوت کے متعلق پہلے دن والے حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے۔ اور طنزاً اہل بیعین کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو یہ رسول کریم کے صحابہ بیٹھے ہیں۔

مسیح موعود کے صحابہ رسول کریم کے صحابی ہیں اس کے جواب میں خطبہ الہامیہ کا ایک حوالہ اور تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۷ کی مندرجہ ذیل عبارت سنائی گئی۔

"دریں رجل فارسی مسیح موعود نہیں۔ تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم یعنی آنحضرت کے اصحاب میں ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جاوے۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

آیت ممدوحہ بالا میں یہ نہیں فرمایا وآخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا ہے وآخرین منہم اور ہر ایک جانتا ہے۔ کہ منہم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ علیہم کی طرف راجع ہے۔ لہذا وہی فرقہ منہم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے"

یہ حوالہ بالکل واضح اور صاف تھا۔ لیکن مدثر شاہ صاحب نے اسکے جواب میں کہا۔ کہ جو کوئی رسول کریم کی اطاعت کرے اور مسلمان کہلائے وہی صحابہ میں داخل ہے۔ اور سب غیر احمدی مسلمان رسول کریم کے صحابہ ہیں۔ اس میں مسیح موعود کے ماننے والوں کی تخصیص نہیں۔ اسکے متعلق اسے بتایا گیا کہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ وہ اصحاب ہی کہلاتے ہیں۔ جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں" اس سے معلوم ہوگیا کہ ہر ایک شخص جو مسلمان کہلاتے صحابہ نہیں ہو سکتا۔

نبوت مسیح موعود کے خلاف ایک نئی دلیل

مدثر شاہ صاحب نے مسیح موعود کی نبوت کے خلاف ایک نئی دلیل یہ دی کہ آپ نے بیعت کی شرائط میں اپنے نبی ہونے کا اقرار نہیں لیا۔ اگر آپ نبی ہوتے تو ضرور یہ بھی اقرار لیتے کہ مجھے نبی مانا جائے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا اس لئے معلوم ہوا کہ آپ نبی نہ تھے۔ اسکے جواب میں کہا گیا کہ اگر بیعت میں اپنے نبی ہونے کا اقرار نہ لینے سے حضرت مسیح موعود نبی نہیں ہو سکتے۔ تو پھر آپ لوگوں کو چاہئے کہ آپکو مسیح موعود بھی نہ مانیں کیونکہ آپ نے بیعت میں مسیح موعود ہونے کا بھی اقرار نہیں لیا۔ غرض آخری دن مدثر شاہ صاحب کی عجیب حالت ہو رہی تھی بحث تو اسمہ احمد کے متعلق تھی لیکن خلط بحث کرنے کے لئے کبھی نبوت کا مسئلہ چھیڑ دیتے۔ کبھی کفر و اسلام کو لے بیٹھتے اور اس طرح وقت گذارنا چاہتے۔ ہماری طرف سے انکی ہر ایک بات کا جواب حضرت مسیح موعود کی کتب سے دیا جاتا اور ساتھ ہی اسمہ احمد کی طرف متوجہ کیا جاتا رہا۔ لیکن باوجود اس کے کہ شیخ عبدالرحمن صاحب نے بار بار بڑے زور شور کے ساتھ چیلنج دیا اور کہا کہ اگر مدثر شاہ صاحب یہ ثابت کر دیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم ذات احمد تھا۔ تو میں ایک سو روپیہ انعام دینے کیلئے تیار ہوں۔ وہ اس طرف بالکل نہ آئے اور کوئی دلیل بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم ذات احمد ہونے کے متعلق نہ دے سکے جس سے سامعین اچھی طرح سمجھ گئے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ آخر مباحثہ شیخ عبدالرحمن صاحب کی تقریر پر بڑی کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور تمام لوگوں کو جن کے سامنے مدثر شاہ صاحب بڑی بڑی ڈینگیں مارا کرتے تھے۔ کہ میرے مقابلہ پر کوئی نہیں آسکتا۔ معلوم ہو گیا۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے ناواقف لوگوں کو دھوکہ دینے اور مغالطہ میں ڈالنے کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

آخر میں مولوی عبدالحق صاحب مولوی غلام رسول صاحب کو مبارکباد دینا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنے خرچ سے اس مباحثہ کا تمام انتظام نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ کرکے اپنے بھائیوں کو بہت بڑا فائدہ پہنچایا۔ اور جن لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کے شکوک اور شبہات ڈالنے کی کوشش کی گئی تھی ان کے ازالہ کا سامان کیا۔ اور مہمانوں کی خاطر تواضع اور ہر قسم کا آرام پہنچانے کا خاص خیال رکھا۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور ان کے مالوں میں برکت ڈالے۔ میں نے یہ روئداد نہایت اختصار کے ساتھ اس لئے لکھی ہے کہ وہ تمام امور جو مباحثہ میں زیر بحث تھے ان پر اخبارات اور رسائل میں کافی لکھا جا چکا ہے ؂

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا ؂